نمبر ۱۳۶ | مورخہ ۱۶ر مئی سنہ ۱۹۳۳ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۰ر محرم سنہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۰

سیدہ محترمہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا افسوسناک انتقال

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ

نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ ہم یہ رنج افزا اور روح فرسا خبر ناظرین تک پہونچا رہے ہیں۔ کہ سیدہ محترمہ حضرت سارہ بیگم صاحبہ کا ۱۳ر مئی ۱۹۳۳ء بروز ہفتہ پونے دو بجے دن کے انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جیسا کہ قبل ازیں اطلاع دی جا چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۰۔ مئی کو راولپنڈی تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ دردناک سانحہ اور اندوہناک حادثہ حضور کی عدم موجودگی میں ہی واقعہ ہوا۔ ڈاکٹری رپورٹ یہ ہے۔ کہ مرحومہ کی وفات کے وقت دل کے فیل ہونے کی علامتیں پائی گئیں۔ اور گو یہ کمزوری بباعث دل کی اس حالت کے جو کہ ایام حمل کے ان دنوں میں تھی۔ وقتاً فوقتاً محسوس ہوا کرتی تھی۔ لیکن ۱۲۔ اور ۱۳۔ مئی کی درمیانی شب ایک اور دو بجے کے درمیان دردِ زہ کے ساتھ جریان خون ہونے کی وجہ سے زیادہ نمایاں ہوگئی ۱۳۔ مئی صبح ساڑھے دس بجے لڑکی کی پیدائش بہت تکلیف سے ہوئی جس کی وجہ غالباً قبل از وقت پیدائش تھی۔ بچہ کی پیدائش کے بعد دو اڑھائی گھنٹہ تک حالت خراب نہ تھی۔ لیکن پھر یک دم حرکتِ قلب کے فیل ہونے کی علامات پیدا ہوگئیں۔ اور بیس پچیس منٹ کے اندر اندر وفات ہوگئی۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہوگا۔ سیدہ مرحومہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت مولانا کا خاندان چونکہ ایک علمی خاندان ہے۔ مرحومہ کو بچپن سے ہی تحصیل علم کا خاص شوق تھا۔ اور اسی شوق اور دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپریل ۱۹۲۵ء میں مرحومہ کو اپنے عقد میں لیا۔ تا آپ کی تعلیم کو مکمل کر کے جماعت کی مستورات کی تعلیمی ترقی میں امداد حاصل کی جا سکے اور اس طرح سیدہ محترمہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کی وفات سے جو کمی ہوگئی تھی۔ اسے پورا کیا جا سکے۔ اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور نے ان کی تعلیم کا خاص طور پر انتظام فرمایا۔ اور انہوں نے بھی اپنی دماغی قابلیت اور علمی شوق کی وجہ سے جلد جلد ترقی کی۔

مرحومہ نے ابتدائی اور دینی تعلیم گھر میں حاصل کی تھی۔ اور اس پہلو کے لحاظ سے مرحومہ ایک اچھی خاصی عالمہ تھیں۔ حتیٰ کہ

بخاری بھی پڑھ چکی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پر بھی خاص عبور تھا۔

دُنیوی تعلیم کے لحاظ سے مرحومہ نے پہلے ادیب کا امتحان اور پھر مولوی کی ڈگری نمایاں کامیابی کے ساتھ حاصل کی۔ اور اس سال ایف اے کا امتحان دیا تھا۔ انگریزی میں بھی خاص لیاقت رکھتی تھیں۔ تعلیم نسواں سے خاص دلچسپی رکھتی تھیں اور دراصل اسی غرض کے لئے آپ کو طیار کیا جا رہا تھا۔ قادیان کی مستورات میں آپ کی کوشش سے دینی رُوح اور سلسلہ کے کاموں کے لئے خاص دلچسپی پائی جاتی تھی۔ مرحومہ لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری بھی تھیں۔ اور اس عہدہ کے فرائض کو نہایت توجہ سے سرانجام دیتی رہیں۔

۱۳ مئی کی صبح کو جب خون کی تکلیف شروع ہو گئی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بذریعہ تار اطلاع دی گئی۔ جس کے جواب میں حضور نے جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو بذریعہ تار ارشاد فرمایا۔ کہ فوراً تفصیلی حالات سے اطلاع دیجائے۔ دُوسرا تار پھر دیا گیا۔ کہ حالت نازک۔ اور تشویشناک ہے۔ پھر تیسرا تار وفات کی اطلاع پر مشتمل دیا گیا۔ جس پر حضور نے حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب کو تار دیا۔ کہ جنازہ میں خود آ کر پڑھاؤنگا۔ نعش کے لئے برف کا انتظام کر دیا جائے۔ ایک تار حضور نے حضرت میرزا بشیر احمد صاحب کو دیا۔ جس میں مطلع فرمایا۔ کہ میں ۱۴ مئی کی صبح کو چھ بجے لاہور پہونچونگا۔ وہاں موٹر تیار رکھی جائے۔ تا فوراً قادیان پہونچ سکوں۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ۱۳ مئی کی شام کو کار لاہور روانہ کر دی گئی۔

بوقت وفات مرحومہ کی عمر صرف ۲۶ سال تھی۔ اور چار بچے مرحومہ کی یادگار ہیں۔ رفیع احمد۔ امۃ النصیر۔ اور حنیفہ احمد جس کی عمر صرف ایک سال اور ایک ماہ ہے۔ اور چوتھی نوزائیدہ بچی۔ احمدی جماعتیں اپنے اپنے ہاں مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھکر جہاں مرحومہ کے لئے مغفرت اور ترقی مدارج کے لئے دعا کریں۔ وہاں بچوں کی دینی و دُنیوی بہبودی۔ اور ترقیات کے لئے بھی دعا کریں۔

وُہ توقعات جو جماعت کے طبقۂ خواتین کی دینی و دنیوی تعلیم و تربیت کے متعلق سیدہ مرحومہ کی ذات سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو تھیں۔ اور جن کو مرحومہ نے اپنی قابلیت۔ اور شب و روز کی سرگرمیوں سے۔ اور حضور کی ذاتی تربیت کے باعث بہت خوشگوار بنا دیا تھا۔ ان کا اس طرح یکدم خاتمہ ہو جانا جماعت کے لئے بہت ہی بڑا نقصان ہے۔ اور اس کا احساس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات والاصفات کو جس قدر ہو سکتا ہے اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ ساری جماعت حضور کے اس صدمہ اور رنج میں غمگین دل اور نمناک آنکھوں کے ساتھ شریک ہے۔

اسی طرح جماعت سیدہ مرحومہ کے والد اور بھائیوں۔ اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ اس حادثہ جانکاہ میں پوری پوری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت مولانا عبد الماجد صاحب کو چند ہی ماہ میں یہ دُوسرا صدمہ اٹھانا پڑا ہے۔ ابھی جنوری گزشتہ میں ہی آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا تھا۔ اور اب ایسی لائق اور دیندار اور سعادتمند بیٹی کی مفارقت کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے فضل سے ان صدمات کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔ اور ان کا اجر عظیم بخشے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پونے ۹ بجے تشریف لے آئے۔ لوکل کمیٹی کی طرف سے ۱۳ مئی کی شام کو ہی نواحی علاقہ میں سائیکل سواروں کے ذریعہ اطلاع بھیج دی گئی تھی۔ اس لئے احباب کثیر تعداد میں جنازہ میں شامل ہونے کے لئے علی الصبح جمع ہو گئے۔ لیکن چونکہ بیرونجات سے بھی دوستوں کے آنے کی اطلاع موصول ہو چکی تھی۔ اس لئے جنازہ کا وقت سوا بارہ بجے مقرر کیا گیا۔ تا بارہ بجے کی گاڑی سے آنیوالے دوست شامل ہو سکیں۔

سوا بارہ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کوٹھی دار الحمد واقعہ محلہ دار الانوار سے جنازہ اٹھایا گیا۔ جس کے ہمراہ ایک انبوہِ کثیر تھا۔ پندرہ پندرہ بیس بیس کوس تک سے احمدی احباب پہونچ چکے تھے۔ لاہور۔ امرتسر۔ اور گورداسپور وغیرہ مقامات سے بھی دوست جنازہ میں شرکت کی غرض سے آ چکے تھے۔ قادیان کے ہندو، سکھ۔ غیر احمدی سب ہمراہ تھے۔

غرضیکہ ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ جنازہ دار الانوار سے احمدیہ چوک۔ اور مسجد اقصیٰ والے رستہ سے باغ میں پہونچایا گیا۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک مجمع کثیر کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ مردوں کی صفوں کے پیچھے عورتوں نے بھی نماز جنازہ ادا کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خود صفوں کو درست کیا۔ جو تعداد میں گیارہ تھیں۔ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر میت کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کے پہلو میں پہونچایا گیا۔ جہاں حضرت اقدس۔ صاحبزادہ حافظ میرزا ناصر احمد صاحب اور مرحومہ کے بھائیوں نے جو اتفاقاً چند یوم قبل یہاں پہونچ گئے تھے۔ میت کو لحد میں اتارا۔ اور سپرد خاک کرنے کے بعد حضور نے ایک لمبی دُعا فرمائی۔

مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ افریقہ

کا

بمبئی میں ورود

۱۱ مئی کو امیر جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نام حسب ذیل تار ارسال کیا گیا۔ جو یہاں ۱۲ کی صبح کو موصول ہوا۔

مولوی نذیر احمد صاحب آج (۱۱ مئی) بمبئی پہونچ گئے ہیں۔ اور بفضلہ تعالےٰ تندرست ہیں۔ بارہ مئی بمبئی ایکسپریس پر عازم دار الامان ہونگے۔

۱۵ مئی بارہ بجے کی ٹرین سے آپ کے یہاں پہونچنے کی توقع ہے۔

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرا لڑکا مشتاق احمد مغلپورہ کالج کے داخلے کا امتحان دے رہا ہے احباب اسکی کامیابی کے لئے دُعا کریں۔ خاکسار محمد فضل الٰہی احمدی مغلپورہ

۲۔ میری لڑکی عرصہ سے بیمار چلی آتی ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار عبد الغنی پشاور۔

۳۔ میرے اور میرے والدین اور بہنوں اور بھائیوں کے واسطے احباب دعا کریں۔ کہ خداوند تعالےٰ ہر قسم کے شرور سے محفوظ اور حفظِ امن میں رکھے۔ خاکسار عبد السلام تاجر قادیان

۴۔ میری بائیں آنکھ کی بینائی میں یکایک خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ علاج کیا جا رہا ہے۔ احباب دُعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ میری بینائی کو بحال فرمائے۔ اور ہر قسم کے صدمات اور آفات سے محفوظ رکھے۔ خاکسار سعد الدین۔ بی اے۔ بی۔ ٹی جہلم

۵۔ میرا لڑکا اور ہمشیرہ بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار فضل حق چک ۲۲۹ ر۔

اعلان نکاح

خاکسار کے پسر محمد عبد اللہ خاں کا نکاح ۱۶ اپریل ۱۹۳۳ء کو سماۃ حسینہ بانو دختر منشی غلام علی خانصاحب خانزادہ ساکن قصبہ پورہ ضلع اوناؤ کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر جناب مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے پڑھا۔ احباب دُعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ خاکسار نذیر محمد خاں مشکرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۳۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

کیا سول نافرمانی کا التوا محض التوا کی غرض سے ہے

اعلان التوا کے بعد گورنمنٹ کا فیصلہ

تحریک سول نافرمانی کی ناکامی

تحریک سول نافرمانی پر ایک گزشتہ پرچہ میں تفصیلاً لکھا جا چکا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے ابتدائی ایام میں جو ہنگامہ اور شورش ہر جا رسو بپا تھی۔ وہ اب نظر نہیں آتی۔ حکومت کی سخت گیرانہ پالیسی کی وجہ سے نہ تو اب قانون شکنی کی جرأت عام طور پر کی جاتی ہے۔ اور نہ ہی جلسے منعقد اور جلوس نکالے جاتے ہیں۔ ملک کے اندر اب اسے کوئی مقبولیت حاصل نہیں۔ قانون شکنی تو درکنار کانگرس کے عہدے سنبھالنے کے لئے بھی کوئی شخص میسّر نہیں آتا۔ اول تو اس سے تعلق رکھنے والوں کا ایک کثیر حصہ جیلوں میں ہے۔ لیکن جو لوگ سزائیں کاٹ کر باہر آ چکے ہیں۔ وہ آئندہ وہاں جانے کے احتمال کا سدباب کرنے کے لئے بیماری اور خرابی صحت کی آڑ میں سیاسیات سے ہی علیحدہ ہو چکے ہیں:۔

گاندھی جی کی طرف سے التوا کا غیر آئینی اعلان

ہر شخص جس کی نظر خوشنما الفاظ سے گزر کر حقائق کو دیکھنے کی عادی ہو۔ ہمارے ساتھ اس امر میں اتفاق کرے گا۔ کہ یہ تحریک عملاً ختم ہو چکی تھی۔ اور اگرچہ کانگرسی لیڈروں نے اسے واپس لینے کا اعلان نہ کیا تھا۔ مگر در اصل اس کا کوئی وجود نہ تھا۔ صرف اقتدار اور وقار کو برقرار رکھنے۔ اور اعتراف شکست کی جرأت نہ ہونے کے باعث اس کا نام و نشان موجود تھا۔ اور آخر گاندھی جی نے رہا ہوتے ہی اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے اس تحریک کے التوا کی تجویز پیش کر دی جسے صدر کانگرس اور بعض دیگر ارباب حل و عقد نے بلا چون و چرا تسلیم کر کے اس بات کا اظہار کر دیا۔ کہ ان کے قلوب اس تحریک کی ناکامی کے معترف ہیں اور وہ خود بھی اس بے سود اور لغویات سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں:۔

کانگرسی لیڈروں کی رائے

در اصل تحریک سول نافرمانی اسی جذبہ کے ماتحت ملتوی کی گئی ہے۔ اور کانگرس کے بڑے بڑے لیڈر بھی اس معاملہ میں ہمارے ہم خیال ہیں۔ مسٹر پٹیل۔ اور سوبھاش بوس کی کانگرسی پوزیشن غیر اہم نہیں یہ دونوں اسکی تحریکات کو کامیاب بنانے کے لئے ہمیشہ مخلصانہ سرگرمی کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ اور کانگرسی اصول کو قائم رکھنے کے لئے قربانیاں بھی کر چکے ہیں۔ چنانچہ مسٹر پٹیل نے محض کانگرس کے وقار کی خاطر اسمبلی کی صدارت کے منصب سے استعفےٰ دے دیا تھا۔ دونوں ان دنوں وائنا میں زیر علاج ہیں۔ اور وہاں سے انہوں نے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ

”مہاتما گاندھی بحیثیت پولٹیکل لیڈر بالکل ناکارہ ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے کانگرس کو دیر تک ایسے چکر میں رکھا جس سے کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوا“

التواء کی غرض بالفاظ صدر کانگرس

مسٹر اینے صدر کانگرس نے سول نافرمانی کو ملتوی کرنے کے لئے جو اعلان شائع کیا ہے۔ اس میں آپ اس کے التوا کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

”برت کے دوران میں سول نافرمانی کرنے والوں پر تعطل کا عالم طاری رہے گا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مہاتما جی نے مجھے حکماً یہ اعلان کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ کہ سول نافرمانی کو ایک ماہ یا چھ ہفتے کے لئے ملتوی کر دوں“

اگرچہ یہ صاف بات ہے۔ کہ یہ پردہ محض اپنی ناکامی پر ڈالنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اور در اصل اس کا منشاء اس تحریک سے جان چھڑانا ہے۔ لیکن چونکہ اصولاً ہمیں وہی بات صحیح سمجھنی چاہئے۔ جو صدر کانگرس کی طرف سے بیان کی گئی ہے اس لئے یہی ماننا پڑے گا۔ کہ اس تعطل کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ اس دوران میں یہ تحریک ویسے بھی عام تعطل میں رہیگی۔

حکومت کے اعلان پر کانگرسی اخبارات کا تبصرہ

لیکن اس صورت میں کانگرسیوں کی طرف سے حکومت پر جو اعتراض کیا جا رہا ہے۔ وہ سراسر نامعقول ٹھیرے گا۔ گاندھی جی کی طرف سے اس اعلان تعطل کے جواب میں حکومت نے آرڈیننس واپس لینے اور سیاسی قیدیوں کو رہا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے۔ کہ جب تک اس تحریک کے دوبارہ اجراء کا احتمال ہے۔ اس وقت تک حکومت اپنی پالیسی میں کسی قسم کی تبدیلی کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتی۔ اب کانگرسی اخبارات گاندھی جی کے اعلان کو تو ”گاندھی جی کی طرف سے گورنمنٹ کو صلح کی پیش کش“ (ملاپ ۱۱۔ مئی) قرار دے رہے ہیں۔ اور حکومت کا جوابی اعلان ان کے نزدیک ”گاندھی جی کی صلح کی پیش کش کو ٹھکرا دینے“ کے مترادف ہے۔ (ملاپ ۱۱۔ مئی) پھر وہ اسے ”گورنمنٹ کا غلط فیصلہ“ قرار دے رہے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا عنوان کے ماتحت ملاپ (۱۲ مئی) لکھتا ہے۔ کہ

”گورنمنٹ کے مشیروں نے اسے نہایت غلط مشورہ دیا۔ اور اسے ایک بار پھر بہت غلط فیصلہ کرنے پر مجبور کیا۔ گورنمنٹ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ گورنمنٹ سول نافرمانی واپس لینے کے متعلق یا پولٹیکل قیدیوں کی رہائی کے متعلق کانگرس کے ساتھ گفت و شنید کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ گورنمنٹ صلح و آشتی کی فضا پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں“

کیا یہ صلح کی پیش کش ہے

لیکن یہ اعتراض محض ناانصافی پر مبنی ہے۔ کانگرس کی طرف سے جب ”صلح کی پیش کش“ کی ہی نہیں گئی۔ تو اسے ٹھکرا دینے کے کیا معنے ہیں۔ کانگرس کے صدر کو خود تسلیم ہے۔ کہ اس التواء کی وجہ یہی ہے۔ کہ اس دوران میں گاندھی جی کے برت کی وجہ سے خود بخود ہی ایک قسم کا تعطل موجود رہے گا۔ اور پھر ان لوگوں کو جو گاندھی جی پر اعتراض کر رہے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے اختیارات سے تجاوز کر کے یہ اعلان کیا ہے۔ جس کا آئینی طور پر انہیں کوئی حق نہ تھا۔ کانگرسی اخبارات یہی جواب دے رہے ہیں۔ جیسا کہ اخبار ”پرتاپ“ (۱۳ مئی) سوبھاش بابو اور مسٹر پٹیل کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔ کہ

”کیا مسٹر پٹیل اور مسٹر بوس نے اس بات پر غور کیا ہے کہ جب مہاتما گاندھی بستر مرگ پر پڑے ہوں۔ اور ایک ایک لمحہ پر ملک کی تشویش بڑھتی اور گھٹتی ہو۔ کیا اس حالت میں سول نافرمانی

ہو سکتی ہے؟ معطل نہ کی جاتی۔ تو بھی برت کے دنوں میں کوئی کام نہ ہو سکتا۔"

تو پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ حکومت سے یہ توقع کیونکر کی جا سکتی ہے۔

غیر موزوں مطالبہ

جب کانگرس نے سول نافرمانی کے اصول کو غلط قرار دے کر ترک نہیں کیا۔ بلکہ اس کا عارضی تعطل اور التواء بھی اس وجہ سے نہیں۔ کہ وُہ اسے ناپسند کرنے لگی ہے۔ اور اس کی برائیوں کو محسوس کر کے اسے چھوڑنے کے لئے قدم اٹھا رہی ہے۔ بلکہ یہ التواء محض اس وجہ سے ہے۔ کہ وُہ گاندھی جی کے برت کے ایام میں اسے نبھا نہیں سکتی۔ اور اسے جاری رکھنے کی اہمیت اپنے اندر نہیں پاتی۔ تو اس فعل مجبوری کے عوض گورنمنٹ سے اس امر کا مطالبہ کرنا کہ وُہ رضاکارانہ طور پر پیچھے قدم ہٹالے۔ سراسر نامناسب اور خلافِ اصول بات ہے۔ اگر کانگرس صلح کی نیت سے ہر قسم کی طاقت۔ اور قوت رکھنے کے باوجود تعطل سول نافرمانی کا اعلان کرتی۔ تو حکومت سے یہ مطالبہ کرنے کا ہر شخص کو حق حاصل تھا۔ کہ وُہ ان تمام باتوں کو ترک کر دے۔ جو اس نے اس تحریک کے جواب میں اس کا مقابلہ کرنے۔ اور اس کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے اختیار کر رکھی تھیں۔ لیکن جس صورت میں کہ کانگرس کی اپنی یہ غرض نہیں۔ کہ صلح کی طرف قدم اٹھائے۔ اور اس شورش انگیز تحریک کو ترک کر کے ملک کے اندر پُر امن فضا پیدا کرے۔ تو حکومت سے اس کی توقع رکھنے کے کوئی معنے ہی نہیں ہو سکتے۔

چھ ہفتہ کی قید کیوں؟

اگر کانگرس مصالحت پر آمادہ ہے۔ تو چھ ہفتے کی قید کے کیا معنے ہیں۔ کیا یہ حکومت سے مصالحت کی صحیح صورت ہے کہ کہا جائے۔ سیاسی قیدیوں کو رہا کر دو۔ اور آرڈیننس واپس لے لو۔ ورنہ چھ ہفتہ کے بعد پھر وہی گڑبڑ شروع کر دی جائیگی اور کیا انسان یہ توقع رکھ سکتا ہے۔ کہ حکومت ایسے دھمکی آمیز طریق کو اپنے وقار کو خاک میں ملانے پر آمادہ ہو سکتی تھی۔ اگر غور کیا جائے۔ تو یوں بھی یہ نامعقول سی شرط ہے۔ کہ کانگرس تو سول نافرمانی کو چھ ہفتہ کے لئے معطل کر رہی ہے۔ اس کے مقابلہ میں سیاسی قیدیوں کی رہائی کی کیا صورت ہوگی۔ کیا اس کے بعد وُہ خود بخود جیلوں میں آ جائیں گے۔ یا ان کی طرف سے دوبارہ اس تحریک میں حصہ لینے پر حکومت کو انہیں دوبارہ گرفتار کرنا پڑے گا۔ اگر تو صورت اول ہے۔ تو یہ نہایت ہی مضحکہ خیز امر ہوگا۔ اور اگر دوسری صورت تسلیم کی جائے۔ تو حکومت سے زیادہ غیر دانشمند کوئی نہ ہوگا۔ کہ ایسے وقت میں جبکہ کانگرسی میدان میں ہر طرف ہو کا عالم ہے۔ اور برائے نام عہدوں کو سنبھالنے کے لئے بھی کوئی شخص نہیں ملتا۔ چہ جائیکہ سول نافرمانی کرنے والے میسر آ سکیں۔ وُہ ہزاروں لوگوں کو جیل خانوں سے نکال کر اپنے لئے ایک نئی مصیبت کے سامان خود ہی فراہم کرے۔ کیا یہ تدبر کے خلاف اور مصلحت سے بعید نہیں کہ اس تحریک کی کامل موت۔ اور فنا کے بعد وُہ خود بخود کانگرس کے ایک بے معنی اعلان سے متاثر ہو کر ہزاروں ایسے لوگوں کو رہا کر دے۔ جو اس کی مشکلات اور پریشانیوں میں اضافہ کا موجب ہو سکتے ہیں۔

مصالحت کا صحیح طریق

سیاسی قیدیوں کی رہائی کے ہم مخالف نہیں ہم دل سے چاہتے ہیں۔ کہ انہیں رہا کر دیا جائے۔ لیکن اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ کانگرس غیر معین مدت کے لئے اس تحریک کو ملتوی کرنے کا اعلان کر دے۔ اور جس صورت میں کہ اس کا بالکل غیر مفید اور بے اثر ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ ایسا کرنے میں روک ہی کیا ہو سکتی ہے۔ پس اسے چاہیئے۔ کہ اگر وُہ واقعی صلح کی آرزومند ہے۔ اور ملک کی مکدر فضا کو صاف دیکھنا چاہتی ہے تو بغیر کسی شرط کے التواء سول نافرمانی کا اعلان کر دے۔ پھر سیاسی قیدیوں کی رہائی۔ اور آرڈیننسوں کی واپسی کے مطالبہ میں ہر شخص کی تائید اس کے ساتھ ہوگی۔ اور حکومت مجبور ہوگی کہ اپنی پالیسی میں تبدیلی پیدا کرے۔ لیکن موجودہ صورت میں حکومت کی پوزیشن مضبوط۔ اور کانگرس کی کمزور ہے۔ جب اس امر کا امکان موجود ہے۔ کہ حکومت کو دوبارہ آرڈیننس نافذ کرنے۔ اور گرفتاریاں کرنی پڑیں۔ تو اسے کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ وُہ خواہ مخواہ اپنے لئے ایک تازہ مصیبت سہیڑے۔

سول نافرمانی کا حکومت پر اثر

کانگرس اس تحریک کا متواتر کئی سال تک تجربہ کر چکی ہے لیکن کیا حقائق کی بناء پر۔ اور علی رؤس الاشہاد اس نقصان کے مقابلہ میں جو اس کے ذریعہ اقتصادی۔ اخلاقی علمی۔ عملی۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے ملک کو اٹھانا پڑا۔ اس کا مفید ہونا ثابت کیا جا سکتا ہے۔ کانگرس کا مقصد و مدعا جیسا کہ وُہ خود بیان کرتی ہے ہندوستان کو سوراج کی منزل کے قریب کرنا ہے۔ اور یہ تحریکات اس کی طرف سے بطور ہتھیار استعمال کی جا رہی ہیں۔ لیکن کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ ان دھمکیوں سے ڈر کر یا ایسی تحریک کے خوف سے مرعوب ہو کر حکومت نے کبھی کانگرس کے سامنے سر جھکایا ہو۔ در اصل یہ بات ناممکن ہے۔ کہ حکومت پر اس قسم کی باتیں اثر انداز ہو سکیں۔

اس وقت بھی حکومت جو کچھ کر رہی ہے۔ وہ کانگرس کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ اور محض ایک بے فائدہ کارروائی ہے۔ لیکن اس پر اس ناراضگی یا ناپسندیدگی کا کوئی اثر نہیں پہلی گول میز کانفرنس میں کانگرس شامل نہیں ہوئی۔ لیکن حکومت نے اسے منعقد کیا۔ اور اپنا کام ختم کر کے چھوڑا۔ دوسری کانفرنس میں شامل ہونے کے بعد گاندھی جی نے تیسری بار اس میں حصہ لینے سے انکار کر دیا لیکن حکومت نے اسے قطعاً کوئی وقعت نہ دی۔ اور برابر اپنا کام جاری رکھا اور اس کے بعد بھی کانگرس کی کامل علیحدگی کے باوجود اس نے جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کا کام شروع کر رکھا ہے۔ جو ثبوت ہیں اس امر کے کہ حکومت ان باتوں کی قطعاً پرواہ نہیں کرتی اور ایسی حرکات سے کانگرس اپنا مقصد و مدعا حاصل نہیں کر سکتی۔ گویا حصول مقصد کے لحاظ سے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

سول نافرمانی کے نقصانات

اس کے مقابلہ میں نقصانات کی فہرست بہت لمبی ہے نوجوانوں کے اندر قانون شکنی۔ سرکشی اور نظام کو توڑنے کی خوفناک روح پیدا ہو رہی ہے۔ کاروبار اور تجارت پر بہت بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ اور وُہ لوگ جو اپنی خدا داد قابلیتوں سے ملک و ملت کی مفید خدمات سرانجام دے سکتے ہیں۔ سالہا سال تک عضو معطل کی طرح جیلوں میں بند رہ کر اپنی صحتوں کو برباد کر چکے۔ اور کر رہے ہیں۔ پس دانشمندی۔ اور مصلحت آمیزی کا تقاضا یہی ہے۔ کہ اس تحریک کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ بلکہ کوشش کی جائے۔ کہ ملک کے نوجوانوں کے دل و دماغ سے یہ خیال بھی نکل جائے۔ تاکہ اس کے دوبارہ احیاء کا کوئی احتمال باقی نہ رہے۔ اور ان باتوں کی بجائے آئینی طور پر ملکی آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ اس صورت میں کانگرس کو ان جماعتوں کی تائید بھی حاصل ہوگی۔ جو محض اس کی قانون شکنی اور امن سوز تحریکات کی وجہ سے اس وقت تک اس سے علیحدہ ہو رہے ہیں۔

"پرتاپ" کی خیال آرائی

پرتاپ (۱۲ مئی) گورنمنٹ کے اس جواب سے بہت برافروختہ ہے۔ کہ جب تک سول نافرمانی مستقل طور پر بند نہ کی جائے رہائی نہیں ہو سکتی۔ اس کے خیال میں یہ مطالبہ مضحکہ خیز ہے۔ کیونکہ "آج ایک ورکنگ کمیٹی اگر ایمانداری سے سول نافرمانی کو بند کرنا ملک کے لئے مفید سمجھتی ہے۔ تو کل دوسری ورکنگ کمیٹی ویسی ہی دیانتداری سے سول نافرمانی کا اجراء ملک کے لئے مفید سمجھتی ہے اور جاری کر دیتی ہے اس حالت میں کیا گورنمنٹ رہا شدہ قیدیوں کو پھر واپس جیل بھیجدیگی"۔

لیکن آئندہ مرتب ہونے والی ورکنگ کمیٹیوں کے بارہ میں تو کوئی مطالبہ بھی حکومت کی طرف سے نہیں کیا جاتا۔ مطالبہ تو موجودہ کمیٹی سے ہی ہے۔ کہ جو لوگ اس کی تحریک پر قید ہوئے ہیں۔ انہیں وہ اسی صورت میں رہا کر سکتی ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی اور کمیٹی مرتب ہوئی۔ اور اس نے یہ تحریک جاری کر دی۔ تو اس پر عمل کر کے گرفتار ہونیوالوں کی رہائی کے بارہ میں اس سے گفت و شنید ہو سکیگی۔ "پرتاپ" کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ التواء اور تعطل در اصل مستقل ہی ہے۔ اور اسے مستقل ہی سمجھا جانا چاہیئے۔ لیکن اگر ایسا ہی ہے۔ تو اس ابہام کو دُور کرنے میں کیا حرج ہے۔ جو گورنمنٹ کے لئے مصالحت کی طرف قدم بڑھانے میں روک ثابت

حدیث مجدد اور قرونِ ماضیہ کے مجددین

چودھویں صدی کا مجدد اعظم کون ہے؟

سنت الٰہی

آغاز آفرینش سے سنت الٰہی اسی طرح واقعہ ہوئی ہے کہ خزاں کے بعد بہار۔ ظلمت کے بعد نور اور رات کے بعد دن کا ظہور ہو۔ ضلالت اور ہدایت کے بھی دور ہوتے ہیں۔ آسمانی صحیفے اور الٰہی شریعتیں انسانوں کی بہبودی کے لئے نازل ہوئیں اور اللہ تعالےٰ کے فرستادے مختلف زمانوں اور مختلف قوموں میں مخلوق کی راہنمائی کرتے رہے۔ یہ سب مقدس آسمان ہدایت کے درخشندہ ستارے اور قصر روحانیت کے معمار ہیں پہلی اینٹ حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ رکھی گئی۔ اور اس محل کی تکمیل سید ولد آدم حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معرفت ہوئی۔ آپ کو وہ قانون دیا گیا جس سے بہتر قانون متصور نہیں۔ قرآن مجید انسان کی ہر ضرورت اور حاجت پر مشتمل ہے۔ اور روحانیت کا انتہائی نقطہ ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ جبکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ قرآن پاک اکمل ترین کتاب ہے۔ اور خدائے بزرگ و برتر نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ انسانی تحریف کو اس جگہ راہ نہیں۔ اور زمانہ کی گردشیں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کر سکتیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون (الحجر) تو از بس ضروری تھا۔ کہ اس شریعت پر تمام شریعتوں کا خاتمہ ہو۔ اور اس قانون کے بعد کوئی نیا قانون الٰہی فرزندان آدم کو نہ دیا جائے۔ پس قرآن مجید کے نزول کے بعد نیا دین بھیجنے کا طریق بند کر دیا گیا۔ اس شریعت کو منسوخ کرنے والی کوئی کتاب نازل نہ ہوگی۔ بلکہ آئندہ کے لئے اصلاح بنی نوع انسان کا طریقہ پہلے سے مختلف ہوگا:۔

امت محمدیہ کے مصلحین

شریعت کی مثال طبیب کے نسخوں کی ہے۔ نسخہ خواہ کسقدر اعلےٰ کیوں نہ ہو۔ وہ اپنی ذات میں بیمار کو شفا نہیں دے سکتا۔ بلکہ طبیب کی مدد کے بغیر مریض کو استعمال کرنے کی طرف بھی متوجہ نہیں کر سکتا۔ ضروری ہوتا ہے۔ کہ کوئی قابل ڈاکٹر اس کے صحیح استعمال سے آگاہ کرے اور مریض اس پر کاربند ہو جائے۔ قرآن مجید کامل ترین شریعت ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ اب مصلحین کی ضرورت نہیں رہی۔ اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔ علم طب کی ترقی انسانوں کو اطباء اور ڈاکٹروں سے مستغنی نہیں کر سکتی۔ اسی لئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (ابوداؤد) یقیناً اللہ تعالےٰ امت کی اصلاح اور بہتری کے لئے ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث فرماتا رہیگا جو دین اسلام کی تجدید کیا کرے گا۔ اس فرمان نبوی کے صاف معنے ہیں۔ کہ مصلحین آتے رہیں گے۔ صرف ان کا طریق کار مختلف ہوگا۔ قرآن مجید سے پہلے اصلاح کنندہ نیا قانون پیش کیا کرتے تھے۔ کیونکہ پہلا قانون ناقص ہوتا تھا۔ مگر اس جگہ ایسا نہ ہوگا۔ بلکہ ہر مصلح صرف قرآن مجید سے ہی اصلاح کرے گا۔ کیونکہ یہ قانون کامل ہے:

صحت حدیث پر محدث ملا علی قاری کی شہادت

اس حدیث کے رو سے ضروری ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث ہو۔ جب غیر احمدی اصحاب سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس چودھویں صدی کے سر پر کونسا مجدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا۔ تو ان کی طرف سے دو سوال پیش کئے جاتے ہیں۔ (۱) اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۲) گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین کے نام بتلاؤ۔ اگرچہ یہ دونوں سوال نہایت کمزور ہیں۔ لیکن تاہم ان کا جواب درج ذیل ہے۔ حدیث کی صحت کے متعلق عرض ہے۔ کہ امام ابوداؤد نے اپنی صحیح میں اسکو درج کیا ہے۔ اور یہ کتاب صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے۔ نقادان حدیث نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔ مشہور محدث ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ رواہ ابوداؤد والطبرانی فی الاوسط سندہ صحیح و رجالہ کلھم ثقات وکذا صححہ الحاکم۔ کہ اس حدیث کو ابوداؤد کے علاوہ امام طبرانی نے اوسط میں روائت کیا ہے اور اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام حاکم نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح جلد ۱ صفحہ ۲۴۸)

پھر لکھتے ہیں۔

"قال صاحب جامع الاصول وقد تکلم العلماء فی تاویلہ وکل واحد اشار الی العالم الذی ھو فی مذھبہ وحمل الحدیث علیہ"

(مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۸)

کہ صاحب جامع الاصول نے بیان کیا ہے۔ کہ علماء نے اس حدیث کی تطبیق و تاویل میں گفتگو کی۔ اور ہر ایک نے اپنے اپنے طریقہ کے عالم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اس پر اس حدیث کو محمول کیا ہے

اس قول سے بھی ظاہر ہے۔ کہ علماء کے نزدیک بالاتفاق یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کی صحت میں کسی کو اختلاف نہیں۔ ہاں اس حدیث کے محمول کرنے میں اختلاف ہے۔ جو بذات خود صحت حدیث کا کھلا کھلا اعتراف ہے:

صحت حدیث پر علماء کا اتفاق

پھر امام سیوطی اپنے مشہور قصیدہ "تحفۃ المھتدین فی بیان اسماء المجددین" کے مطلع میں فرماتے ہیں

(۱) لقد اتی فی خبر مشتھر۔ رواہ کل حافظ معتبر

(۲) بانہ فی راس کل مائۃ۔ یبعث ربنا لھذی الامۃ

(۳) مناً علینا عالماً یجدد۔ دین الھدی لانہ مجتھد

یعنے مشہور حدیث میں جسے ہر معتبر حافظ حدیث نے روایت کیا۔ آچکا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے مجتہد عالم کو بطور مجدد مبعوث فرمایا کریگا جو دین اسلام کی تجدید کرے گا:

امام سیوطی جیسے ناقد فن کی شہادت سے بھی صحت حدیث اعلیٰ درجہ پر ثابت ہے۔

قاہرہ (مصر) سے ایک ہفتہ وار رسالہ بنام "الرسالۃ" شائع ہوتا ہے۔ اس کے مضمون نگاروں میں بڑے بڑے ادبار شامل ہیں۔ اس رسالہ کے دوسرے نمبر میں گورنمنٹ کالج قاہرہ کے ایک پروفیسر امین آفندی الخولی کا مضمون "التجدید فی الدین" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ مضمون نویس لکھتے ہیں:۔

" ورد فی الحدیث ان اللہ یبعث علی رأس

كل مائة سنة لهذه الامة من يجدد لها دينها اوما هذا معناه . وهو حديث صحيح نص على صحته متقدمون منهم البيهقى والحاكم ومتاخرون منهم ابن حجر والعراقى وراجت فكرة التجديد فى الاسلام وعنى العلماء ببيان مجددى كل مائة وتعيين اسماؤهم" (۲۶ شوال ۱۳۵۱ ہجری)

یعنے حدیث مجدد صحیح ہے۔ متقدمین نے اسکی صحت پر تنصیص کی ہے۔ جن میں سے امام بیہقی اور امام حاکم ہیں۔ اور متاخرین نے بھی اس کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔ امام ابن الحجر اور علامہ العراقی انہیں میں سے ہیں۔ تجدید فی الاسلام کا خیال رواج پذیر تھا۔ اور علماء نے ہر صدی کے مجددین کے نام بیان کئے ہیں ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ حدیث مجدد کی صحت مسلّم اور مقبول ہے۔ اور علماء کا اس پر اتفاق ہے پس آج کسی کا یہ شبہ پیش کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں " یہ حدیث علماء امت میں مسلّم چلی آئی ہے۔ اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے۔ تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی پیچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں۔ تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا" (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳)

تیرہ صدیوں کے مجددین کے نام

اگرچہ حدیث مجدد کے صحیح ثابت ہونے کے بعد ہمارا فرض نہیں ہے۔ کہ ہر صدی کے مجدد کا نام بتائیں۔ کیونکہ کوئی سچا مسلم قول رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقوع کا انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن اتمام حجت کے لئے ہم مجددین کے نام بھی درج ذیل کرتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ مجددین کی تعیین میں اختلاف ہوا ہے۔ اور اس بارہ میں متعدد کتابوں میں بحثیں ہوئی ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے ایک قصیدہ بنام "تحفة المجتدين فى بيان اسماء المجددين" نظم کیا تھا جس میں اپنے زمانہ تک کے مجددین کے نام درج کئے تھے۔ اور اپنی صدی کے متعلق لکھا ہے

"وقد رجوت اننى المجدد ٭ فيها ففضل الله ليس يجحد"

اس قصیدہ کو تیرھویں صدی کے اخیر پر الشیخ محمد بن محمد الجرادی المالکی نے سیوطی کے طرز پر ہی مکمل کیا۔ اور اسکی شرح لکھی۔ جسکا نام "بغية المقتدين ومنحة المجددين" رکھا اس قصیدہ میں تیرہ صدیوں کے مجددین کے نام علی اختلاف الروایات درج ہیں۔ جنکا خلاصہ کرتے ہوئے پروفیسر امین الخولی لکھتے ہیں۔ "اسماء اولئك المبعوثين المجددين على رؤوس المئات خلال الثلاثة عشر قرنا من تاريخ الهجرة تراهم يعدون هكذا - فى المائة الاولى - عمر بن عبد العزيز فى المائة الثانية - الشافعى - فى المائة الثالثة - ابن سريج العراقى او ابو الحسن الاشعرى فى المائة الرابعة الباقلانى او الاسفرائينى - فى المائة الخامس - الغزالى - فى المائة السادسة - الفخر الرازى - فى المائة السابعة ابن دقيق العيد الشافعى - فى المائة الثامنة - البلقينى او غيره - فى المائة التاسعة - السيوطى - فى المائة العاشرة - الرملى او غيره - فى المائة الحادية عشرة عبد الله بن سالم البصرى - فى المائة الثانية عشرة الدردير فى المائة الثالثة عشرة - احمد الشرقاوى فى المائة الرابعة عشرة ...... ؟ (مجلة الرسالة ۲۶ شوال ۱۳۵۱ھ)

ترجمہ تاریخ ہجرت سے تیرہ صدیوں کے سر پر مبعوث ہونے والے مجددین کے ناموں کا یوں شمار کرتے ہیں پہلی صدی میں عمر بن عبد العزیز۔ دوسری میں امام شافعی۔ تیسری میں ابن سریج عراقی یا ابو الحسن اشعری۔ چوتھی صدی میں امام باقلانی یا اسفرائینی۔ پانچویں میں امام غزالی۔ چھٹی میں فخر الدین رازی ساتویں میں ابن دقیق الشافعی۔ آٹھویں میں بلقینی یا کوئی اور۔ نویں میں امام سیوطی۔ دسویں صدی میں علامہ رملی یا کوئی دوسرا۔ گیارھویں میں ابن سالم البصری۔ بارھویں میں الدردیر۔ تیرھویں میں احمد الشرقاوی چودھویں صدی کا مجدد ...... ؟

ناظرین کرام ! اگرچہ پروفیسر امین آفندی نے مصری ہونے کے لحاظ سے وطنیت کے جذبہ کے ماتحت اپنی بزرگوں کا نمایاں ذکر کیا ہے۔ جنکی اکثریت کا مصر سے تعلق ہے۔ تاہم یہ بیان غیر احمدی احباب کی تسلی کے لئے کافی ہے۔ ان پروفیسر مذکور نے چودھویں صدی کے مجدد کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ علامت استفہام درج کر کے لکھا ہے۔ کہ "انما اترك الكلمة فى ذالك لشبان الشرق وشبان مصر" اس بارہ میں مشرق اور مصر کے نوجوانوں کو تعیین کرنے کا موقعہ دیتا ہوں۔

چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہے

امام سیوطی اور الشیخ الجرادی کے جس قصیدہ کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ اور جس سے پروفیسر امین خولی نے بطور خلاصہ مجددین کے نام ذکر کئے ہیں۔ یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے۔ بلکہ حکومت مصر کی سرکاری لائبریری (دار الکتب المصریہ) قاہرہ میں اس کا دستخطی نسخہ محفوظ ہے۔ جب پروفیسر مذکور کا مضمون مجلة "الرسالة" میں شائع ہوا۔ تو میں حسن اتفاق سے قاہرہ میں تھا۔ میں نے اصل نسخہ کا مطالعہ کرنا ضروری خیال کیا۔ چنانچہ میں ایک دوست کے ہمراہ ۷ مارچ ۱۹۳۳ء کو دار الکتب میں گیا۔ اور اصل نسخہ غیر مطبوعہ کا مطالعہ کیا۔ بلکہ سارا قصیدہ (جو چالیس اشعار پر مشتمل ہے) نقل کر لیا۔ جو کہ انشاء اللہ تعالے رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو میں جلد شائع ہوگا۔ اس قصیدہ کے مطالعہ سے جو عجیب بات معلوم ہوئی۔ وہ یہ تھی۔ کہ تیرہ صدیوں کے مجددین کے ذکر کے بعد الشیخ الجرادی نے لکھا ہے۔ کہ

واٰخر المئين فيها ياتى ٭ عيسى رسول الله ذو الآيات

يجدد الدين لهذى الامة ٭ وفى الصلاة بعضنا قد امه

کہ آخری صدی (چودھویں صدی) میں عیسیٰ رسول اللہ صاحب معجزات اس امت کے دین کی تجدید کے لئے آئے گا۔ اور نماز میں وہ بعض امتیوں کی اقتدا کرے گا۔ ہمیں اسجگہ اس بحث کی ضرورت نہیں۔ کہ حضرت مسیح زندہ ہیں۔ یا فوت ہو گئے۔ کیونکہ انکی موت واضح ترین مسئلہ ہے۔ لیکن ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود علیہ السلام ہی ہے۔ جس سے دو باتوں کا بخوبی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اول یہ کہ چودھویں صدی کا مجدد پہلے مجددین امت سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونا چاہیئے۔ اور وہ مقام رسالت پر سرفراز ہوگا۔ کیونکہ اس کا مقام بدر کا مقام ہے۔ دوسرے یہ کہ مسیح موعود کا ظہور صدی کے سر پر ہوگا۔ کیونکہ وہ بھی ایک مجدد ہے۔ اور مجدد کی بعثت کا وقت صدی کا سر ہے۔ گویا وہ ایک صدی کے آخری حصہ میں پیدا ہوگا۔ اور دوسری صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ یعنی ذو القرنین ہوگا۔ غرض چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود رسول اللہ ہے۔ جسکا اس صدی کے سر پر ظاہر ہونا ضروری تھا ٭

اس صدی کا مجدد کون ہے؟

میں تمام ان لوگوں سے جو خدا ترس دل اور جویان حق روح رکھتے ہیں۔ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ غور فرمائیں۔ کہ چودھویں صدی کا مجدد اعظم کون اور کہاں ہے؟ اسلام کی دردناک حالت آپ سے مخفی نہیں۔ اغیار کے حملے آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اور مسلمانوں کا جمود اور دینی حمیت سے بے اعتنائی کچھ چھپی بات نہیں۔ چودھویں صدی آئی۔ اور نصف سے زیادہ گزر بھی گئی۔ بتلایئے کونسا مجدد ہے جسکو اللہ تعالے نے اپنے وعدہ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق صدی کے سر پر مبعوث کیا۔ ہاں کونسا مجدد ہے جو تائید دین اسلام کے لئے اغیار کے سامنے سینہ سپر ہوا۔ کونسا مجدد ہے۔ جو مردہ روحوں کے لئے مسیحا بن کے آیا۔ کوئی نہیں۔ ہرگز نہیں بجز اس مقدس قادیان کے کوئی وقت معین پر مبعوث نہیں ہوا۔ نہ مشرق میں اور نہ مغرب میں۔ آپ کا فرمودہ برحق ہے۔ کہ "میں ہی وہ ایک شخص ہوں۔ جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں۔ جس کے دعویٰ پر پچیس برس گزر گئے۔ اور اب تک زندہ موجود ہوں۔ اور میں ہی وہ ایک ہوں۔ جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس دعویٰ کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے۔ تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت کردہ ... سچے مجدد ہونے کا [illegible] (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۵) [illegible] ابو العطاء [illegible] (ملخص)

تمدنِ اسلام

اہلِ اسلام کا سلوک دشمنوں کے ساتھ

برسرِ پیکار لوگوں سے سلوک

دنیا کی کسی قوم کے کسی دور کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو۔ یہ بات سب کے اندر پاؤ گے۔ کہ برسرِ پیکار دشمن کے ساتھ کسی قسم کی ملاطفت بالخصوص اسے فتح کر لینے کے بعد اس سے روا نہیں رکھی جاتی۔ دراصل جنگ و پیکار کے وقت ایک دوسرے کے خلاف جذبات بے حد مشتعل ہوتے ہیں کہ انسان بالکل حیوانیت کے مقام پر اتر آتا ہے۔ اور سب باتوں کی طرف سے آنکھیں بند کر کے اس کے پیشِ نظر صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ دشمن کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا سکے۔ اور زیادہ سے زیادہ ذلیل کر سکے اس کے سوا وہ تمام خیالات اور رجحانات جو انسانیت کا تقاضا ہیں۔ اس کے ذہن سے نکل جاتے ہیں

اس کلیہ کا استثنا

لیکن تاریخ ہی اس امر پر شاہد ہے۔ اور اس کے ثبوت میں متعدد امثلہ کی حامل ہے۔ کہ مسلمان اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ انہوں نے اپنے شدید ترین دشمنوں کے ساتھ ان دشمنوں کے ساتھ جو موقعہ ملنے پر بدترین بہیمیت کا ثبوت پیش کر چکے تھے۔ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے تمام انسانی خصوصیات کو ترک کر چکے تھے۔ انہیں مغلوب کرنے کے بعد بھی مسلمانوں نے ان کے ساتھ ایسا روادارانہ۔ ہمدردانہ اور منصفانہ سلوک کیا جو کمالِ انسانیت پر دال ہے۔ اور جس کی نظیر سوائے ان کے کہیں نظر نہیں آتی۔ مسلمان مجاہدین پر اپنے مخالفوں کے ساتھ جبر و تشدد کا سلوک کرنے کے الزامات لگانے والوں کو حق سے آگاہ کرنے کے لئے اس دعوے کی تائید میں بعض تاریخی شواہد پیش کئے جاتے ہیں

عیسائیوں کا وحشیانہ سلوک مسلمانوں سے

۱۰۹۹ء کا واقعہ ہے۔ کہ گوڈ فری کے زیرِ کمان عیسائیوں نے جب بیت المقدس کو فتح کیا۔ تو وہاں کے مسلمانوں پر اس قدر مظالم کئے۔ کہ الامان والحفیظ۔ وہ عیسائی جو آج نہایت بے باکی کے ساتھ مسلمانوں کو ظالم و [illegible] کہتے ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد نے سات روز تک مسلمانوں کا قتلِ عام جاری رکھا۔ معصوم بچوں کو دیواروں کے ساتھ پٹک پٹک کر نہایت بے رحمی سے ہلاک کر دیا۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے مسلم مستورات اور بچوں بوڑھوں کو کچل ڈالا۔ گلی کوچوں میں خون اس قدر بہہ رہا تھا۔ کہ گھوڑوں کے سم اس میں شرابور تھے۔ مردوں کو زندہ آگ میں ڈال کر بھون ڈالا۔ بے گناہ اور شریف خاندانوں کی بہو بیٹیوں کی نہایت ہی وحشت کے ساتھ عصمت دری کی گئی۔ حتیٰ کہ ان بیچاریوں نے اپنے مکانوں کی چھتوں اور دریچوں سے کود کود کر جانیں دے دیں۔ تا اس بے عزتی سے محفوظ رہ سکیں

مسلمان فاتحین کا سلوک مفتوحین سے

عیسائیوں کی بربریت اور وحشت و درندگی کا نظارہ کرنے کے بعد آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ موقعہ ملنے پر مسلمان جو کچھ بھی ان کے ساتھ کرتے۔ دنیا کا کوئی ضابطہ یا آئین انہیں زیرِ الزام نہیں لا سکتا تھا۔ اور انتقامی جذبات کے ماتحت انہیں سب کچھ کرنے کی اجازت مل سکتی تھی۔ لیکن ۱۱۸۷ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمتہ نے جب عیسائیوں سے بیت المقدس کو بزورِ شمشیر چھین لیا۔ تو باوجود اس کے کہ اس کے ہاتھ میں ہر قسم کی طاقت تھی۔ اس کے بازوؤں میں زور اور اس کی تلواریں خون سے تابیاں ترطیب رہی تھیں۔ غرضیکہ اسے ہر قسم کی قوت حاصل تھی۔ اور پھر اس کے ساتھ اسے وہ سلوک بھولا نہیں تھا جو تھوڑا ہی عرصہ قبل اسی سرزمین پر اس کے بھائیوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔ لیکن جانتے ہو۔ اس نے کیا کیا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی اس نے سب کو امان دے دی۔ کسی کو نقصان یا ایذا پہنچانا اسلامی تعلیم کے مطابق جرم قرار دے دیا۔ لوگوں کے جان و مال سے کسی قسم کے تعرض کی ممانعت کر دی۔ اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ برسرِ پیکار رہے تھے۔ یعنی جنگی سپاہی وغیرہ حکم دے دیا کہ چالیس روز کے اندر اندر اپنا مال و اسباب اور اہل و عیال کو ساتھ لے کر نکل جائیں۔ اور کہ انہیں کسی قسم کی گزند نہ پہنچائی جائے۔ عیسائی مؤرخین آج مسلمانوں کے ظلم و ستم اور اپنی رحمدلی اور بلندیٔ اخلاق کے جس قدر افسانے چاہیں بیان کرتے پھریں۔ لیکن مزا تو جب ہے۔ کہ تاریخ سے کوئی اس قسم کی مثال بھی پیش کر کے دکھائیں

سلطان صلاح الدین کی شرافتِ ذاتی

اسی جہاد کے سلسلہ میں ایک اور واقعہ بھی مؤرخین نے لکھا ہے۔ جو مسلمانوں کے اخلاقِ عالیہ اور فضائلِ حسنہ کو آشکار کرتا ہے۔ یعنی رچرڈ جو سلطان موصوف کا مدمقابل تھا۔ بیمار ہو گیا۔ سلطان کو خبر ہوئی۔ تو آپ اسکی عیادت کو تشریف لے گئے اور اپنے ساتھ بیدمشک عرقِ گلاب اور اسی قسم کی متعدد مفرح و مقوی ادویات بھی کثیر مقدار میں لیتے گئے۔ رچرڈ کے لئے یہ بات ایک عجیب بات تھی۔ چنانچہ وہ اس امر پر بہت حیران ہوا۔ اس کی حیرانی کو دیکھ کر سلطان نے کہا۔ ہماری دشمنی میدانِ جنگ تک محدود ہے۔ اور اسکی وجہ سے ہمارے درمیان انسانیت کا جو رشتہ ہے۔ وہ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بیمار پرسی اور عیادت اسلامیوں کا فرض ہے ؛

اہلِ اسلام کی انصاف پسندی

عہدِ فاروقی کا واقعہ ہے۔ کہ جب مسلمانوں نے دمشق اور حلب وغیرہ مقامات فتح کر کے قیصرِ روم کو شکستوں پر شکستیں دیں۔ تو اس نے جھنجھلا کر مسلمانوں کے خلاف ایک زبردست مہم تیار کی۔ مسلمانوں نے باہم صورتِ حالات کے متعلق مشورہ کیا۔ تو طے پایا۔ کہ چونکہ گرد و نواح کے تمام لوگ قیصر کے حامی و مددگار ہیں۔ اور اسلامی حکومت کے برکات سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے لازماً ان کی کوشش یہی ہو گی۔ کہ قیصر کو فتح حاصل ہو۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ یہاں سے کسی زیادہ محفوظ مقام میں جا کر مقابلہ کیا جائے پہلے تو یہ رائے ٹھہری تھی۔ کہ ان لوگوں کو اس علاقہ سے خارج کر کے اس خدشہ کو دور کر دیا جائے لیکن یہ بات چونکہ اسلام کی انصاف پسندی سے بعید تھی۔ اس لئے بالآخر یہی فیصلہ ہوا۔ کہ ان لوگوں کو کچھ نہ کہا جائے۔ اور خود مسلمان یہاں سے منتقل ہو جائیں۔

احساسِ ذمہ داری

لیکن اس علاقہ کو فتح کرنے کے بعد مسلمان وہاں کے عیسائیوں اور یہودیوں وغیرہ سے جزیہ وصول کر چکے تھے۔ اور اس طرح ان کے جان و مال اور عزت و عصمت کی حفاظت کا ذمہ اٹھا چکے تھے۔ اس لئے جب مسلمانوں نے یہاں سے چلے جانے کا فیصلہ کیا۔ تو حضرت ابو عبیدہ سپہ سالار افواجِ اسلام نے ان لوگوں کو بلایا۔ اور کہا۔ کہ چونکہ اب ہم یہاں سے جانے کی وجہ سے تمہاری حفاظت کی ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ اس لئے تمہارا ادا کردہ جزیہ تمہیں واپس دیتے ہیں۔ فاتح قوم کی طرف سے اس قدر منصفانہ سلوک اور عدل پسندی ان لوگوں کے لئے بالکل غیر معمولی بات تھی۔ اس لئے انہیں بہت حیرت ہوئی۔ اور مسلمانوں کے دلدادہ اور ان کی حکومت کے تہِ دل سے ممنون ہو گئے۔ اور دعائیں مانگنے لگے۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں کامیاب کرے۔ تا وہ پھر آ کر ان پر حکومت کر سکیں

عدل و انصاف کا بے نظیر نمونہ

مسلمانوں نے جب سکندریہ کو فتح کیا۔ تو وہاں کسی مقام پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا ایک بت رکھا تھا۔ کسی مسلمان سپاہی سے نادانستہ طور پر اسکی آنکھ پھوٹ گئی۔ عیسائی جمع ہو کر حضرت عمرو بن العاص کے پاس بدلہ کی غرض سے آئے۔ اور مسلمانوں کی انصاف پسندی اور عدل پروری نے انہیں اس قدر دلیر بنا دیا تھا۔ کہ مفتوح ہونے کے باوجود انہوں نے مطالبہ کیا۔ کہ ہم آپ کے پیغمبر کی تصویر بنائیں گے اور ہم اسکی آنکھ پھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عمرو بن العاص نے جواب دیا۔ کہ یہ تو ایک عبث فعل ہے۔ البتہ تم اس کا انتقام ہم سے لے سکتے ہو۔ اس پر ایک عیسائی آمادہ ہو گیا۔ اور آپ نے اپنا خنجر اس کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور اپنی آنکھیں اسکے آگے کر دیں۔ لیکن اس جرأت کو

نظارتوں کے اعلانات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے تشخیص آمد کا انتظام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت کے موقعہ پر مالی تنگی اور ساتھ ہی عہدہ داران وافراد جماعت ہائے احمدیہ و کارکنان نظارت کی طرف سے اسے دور کرنے کے لئے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی پر اظہار افسوس فرمایا تھا۔ اور اسی سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک کمیٹی ۱۶ ممبران کی تجویز فرمائی تھی۔ جس کے اجلاس ۵ مئی سے شروع ہو کر ۶ مئی ½ ۲ بجے شب تک جاری رہے۔ ان میں بالآخر حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ضروری خیال فرمایا۔ کہ پہلے تشخیص آمد ایک ایک احمدی کی صحیح طور پر کر لی جائے۔ ایسی تشخیص جو ہر لحاظ سے مکمل ہو۔ کوئی فرد اور کوئی آمدنی درج ہونے سے باقی نہ رہے۔ اور پھر حضور کا یہ بھی منشاء ہے کہ چونکہ مالی سال شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو۔ یہ کام ختم ہو جائے۔ کیونکہ اخراجات [illegible] بڑھتا جائے گا۔ اس لئے حضور نے ناظر بیت المال کے ساتھ نو صاحبان اور جائنٹ ناظر مقرر فرمائے۔ اور خود ہی ان کے علاقے بھی تقسیم فرمائے کہ یہ سب اپنے اپنے علاقہ کی تشخیص ایسی مکمل عمل میں لائیں کہ کوئی کمی رہنے کا خیال بھی نہ ہو سکے۔

ان صاحبان کے نام معہ ان کے علاقوں کے ناموں کے ذیل میں دئے جاتے ہیں۔ تا احمدی احباب آگاہ ہو جائیں کہ جس نقص اور کمی کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر میں نہایت درد کے ساتھ فرمایا تھا۔ یعنی یہ کہ کارکنان نظارت اور دوسرے افراد جماعت نے اپنے وہ فرائض ادا نہیں کئے۔ جن سے سلسلہ عالیہ کی مالی حالت درست ہو سکتی ہے۔ اسے اب پورا کر دیں۔ اور اس نقص کو دور کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو انتظام فرمایا ہے اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔

امید ہے کہ مقرر کردہ حضرات اپنے اپنے علاقہ میں بذریعہ خطوط یا انسپکٹران وغیرہ کے جماعتوں کو توجہ دلائینگے اور جماعتوں کے عہدہ داران کا فرض ہے کہ وہ ایسی چٹھیاں تمام افراد کو سنائیں اور ان سے تعمیل کرائیں۔ حتیٰ کہ ہر ایک احمدی پہلے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی وہ تقریر ضرور غور سے پڑھ یا سن لے اور اس کے بعد اپنی پوری آمدنی سے عہدہ دار متعلقہ کو اطلاع دے دے۔ اور یہ کہتے ہوئے کہ

"جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا"

"آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا"

اپنے آپ کو جماعت کا مالی حق ادا کرنے میں ہمہ تن مصروف کر دے۔ وباللہ التوفیق واللہ المستعان

فہرست ان حضرات کی جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے اپنے علاقہ کے لئے جائنٹ ناظر بیت المال مقرر فرمایا ہے۔ حسب ذیل ہے۔

اسماء جائنٹ ناظر صاحبان	علاقہ زیر تشخیص
۱۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب	ہوشیارپور۔ جالندھر۔ لدھیانہ۔ ریاست ہائے پٹیالہ
۲۔ میر محمد اسحاق صاحب	سیالکوٹ۔ جموں۔ گوجرات۔ شیخوپورہ
۳۔ خانصاحب فرزند علی خانصاحب	گورداسپور۔ امرتسر۔ کانگڑہ
۴۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری	لاہور۔ گوجرانوالہ۔ فیروزپور۔
۵۔ خانصاحب برکت علی خانصاحب	ملتان۔ جھنگ۔ منٹگمری۔ ڈیرہ غازیخاں
۶۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب	جہلم۔ راولپنڈی۔ میانوالی۔ کیمبل پور
۷۔ قاضی عبداللہ صاحب	صوبہ یو۔ پی۔ صوبہ سندھ
۸۔ منشی برکت علی خان صاحب	کشمیر۔ دہلی۔ رہتک۔ انبالہ۔ شملہ [illegible] گوڑگانواں۔ حصار
۹۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب۔ مولوی فخرالدین صاحب	قادیان دارالامان
۱۰۔ عبدالمغنی ناظر بیت المال	لائل پور۔ سرگودہا۔ صوبہ سرحد

(ناظر بیت المال)

اعلان قابل توجہ موصیان

انجمن نے چندہ دہندگان کے لئے فارم رسید بک طبع کرا کر ہر انجمن کے پاس بھیجے ہوئے ہیں۔ بلکہ رسید بکیں مجلد بھیجی جاتی ہیں۔ ہر موصی زر وصیت ادا کرتے وقت رسید لیکر روپیہ کسی کارکن کو دے۔ اور رسیدات ادائیگی رقم اپنے پاس سنبھال کر رکھے۔ جب تک اپنا حساب دفتر مقبرہ بہشتی کے ساتھ مقابلہ کر کے صاف نہ کرے۔ بلا رسید یہ کہنا کہ ہم رقم ادا کر چکے ہیں قابل پذیرائی نہیں ہوگا۔ حساب فہمی کے وقت بعض موصی ایسا عذر کر دیتے ہیں۔ آئندہ کے لئے ہر موصی اچھی طرح نوٹ کر لے۔ کہ کوئی رقم بلا رسید کسی کارکن کو نہ دے۔ ورنہ وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ دفتر مقبرہ بہشتی میں بھی بعض موصی صاحبان زر وصیت داخل کر دیتے ہیں۔ ایسے موصیان کو بھی بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی رقم بلا حصول رسید داخل نہ کی جائے۔ نہ کسی کارکن کو دفتر سے باہر بلا رسید کوئی رقم دی جائے۔ دفتر ایسی رقوم کا ہرگز ذمہ دار نہیں ہوگا۔ جو بلا رسید کسی کارکن کو دی گئی ہوں۔ موصیان اعلان مذکور اچھی طرح سے پڑھ لیں۔ اور کارکنان جماعت احمدیہ پڑھ کر تمام موصی صاحبان کو سنا دیں۔ اور رجسٹر اعلانات میں نوٹ کر لیں۔

سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی قادیان

تکمیل وصایا

بعض موصیان نے چندہ اعلان وصایا شرح منظور شدہ کے مطابق نہیں بھیجا۔ ایسی وصایا ابھی تک دو اخباروں میں شائع نہیں کرائی گئیں۔ حالانکہ دو اخباروں میں ہر وصیت کا شائع ہونا قانوناً ضروری ہے۔ جب تک وصایا دو اخباروں میں شائع نہ ہوں۔ معلق دفتر ہذا میں پڑی رہتی ہیں۔ برائے سارٹیفکیٹ کے لئے انجمن میں پیش نہیں ہوتیں۔ وصایا کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ کہ (۱) چندہ شرط اول وصول ہو جائے۔ (۲) دو مخلص احمدی موصی کے چال چلن کی تصدیق کر دیں۔ (۳) رقم اعلان وصایا وصول ہو جائے۔

سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی قادیان

تقرر امراء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے میاں جان محمد صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس کو ۱۹؍ اپریل ۳۳ء سے ۳۰؍ اپریل ۳۵ء تک جماعت احمدیہ کیمبل پور کے لئے اور سید عبدالمجید صاحب کتب فروش کو ۲؍ فروری ۳۳ء سے ۳۰؍ اپریل ۳۴ء تک عارضی طور پر جماعت احمدیہ کوہاٹ کے لئے امیر مقرر فرمایا ہے۔ (ناظر اعلیٰ)

امیدواران ملازمت کو اطلاع

بعض دوستوں کی درخواستیں بغرض حصول ملازمت حال میں متفرق مقامات پر بھجوائی گئی تھیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ان کی درخواستوں کے جوابات اگر آئے تو ان کو براہ راست ملینگے امور عامہ میں ایسے جوابات نہیں آئیں گے اس لئے ایسے احباب کو یہاں سے جواب ملنے کی توقع نہ رکھنی چاہیئے (ناظر امور عامہ)

بہاولپور مقدمۂ تنسیخ نکاح

جرح کے متعلق مولوی جلال الدین صاحب شمس کے جواب

گزشتہ سے پیوستہ

غیر احمدی - من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین میں مع کے کیا معنی ہیں

شمس، مع سے مراد ایسی معیت ہے۔ کہ اطاعت کرنے والے بعض ان گروہوں میں سے ہو جائیں۔ جن کا ذکر آیت میں ہے یعنے نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح۔ اور اگر معیت سے مراد صرف یہ ہو کہ مطیعین ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور ان میں سے نہیں ہونگے تو چونکہ معیت منعم علیہم کے ساتھ مذکور ہے۔ اس لئے یہ معنی ہوں گے۔ کہ وہ منعم علیہم کے گروہ کے ساتھ ہوں گے لیکن منعم علیہم نہیں ہوں گے۔ اور یہ معنے فریقین کو مسلم نہیں ہیں

غیر احمدی :- آیت ومن یطع اللہ والرسول الخ کا ترجمہ کر دیجئے؟

شمس۔ جو لوگ خدا اور رسول کی اطاعت کریں گے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہوں گے۔ جن پر خدا کا انعام ہوا۔ یعنی نبی صدیق شہید اور صالح

غیر احمدی شہادت کے کیا معنی ہیں؟

شمس۔ یہ ایک روحانی مرتبہ ہے۔ اور عرف عام میں جو معنی مشہور ہیں۔ وہ بھی ہو سکتے ہیں

غیر احمدی :- احادیث پر جرح کرتے ہوئے آپ نے کہا ہے۔ کہ الا انہ لا نبی بعدی میں حضرت علی کے متعلق آنحضرت صلعم نے جنگ تبوک پر جاتے وقت فرمایا۔ کہ وہ نبی نہیں ہوں گے۔ کیا اس پر کوئی نقل ہے؟

شمس۔ اس کے جو معنے میں نے بیان کئے ہیں۔ اسکی تائید میں علامہ عینی اور علامہ سندھی کے اقوال پیش کئے ہیں۔ کہ غزوہ تبوک کے عرصہ میں حضرت علی صرف خلیفہ ہونگے۔ نبی نہیں ہونگے

غیر احمدی۔ کیا علامہ سندھی محدث ہیں؟

شمس۔ بڑے مسلم عالم ہیں۔ اور ان کو شارحین حدیث میں شمار کیا گیا ہے۔

غیر احمدی کہاں لکھا ہے

شمس۔ ان کا اور دوسرے شارحین حدیث کا نام ایک کتاب ابجد العلوم میں لکھا ہے

غیر احمدی۔ الا انہ لا نبی بعدی میں بعدیت متصلہ مراد ہے۔ یا منفصلہ؟

شمس۔ میں نے اس کے معنی یہ لئے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوۂ تبوک پر جانے کے بعد حضرت علی نبی نہیں ہوں گے۔ اگر بعدیت منفصلہ مراد لے لی جائے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں

غیر احمدی کیا کوئی ایسا قرینہ ہے جس سے بعدیت منفصلہ اور متصلہ معلوم ہو سکے

شمس حالات وواقعات دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ بعدیت متصلہ مراد ہے یا منفصلہ۔

غیر احمدی ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں کیسی بعدیت ہے

شمس۔ اگر اس سے صرف آنحضرت صلعم مراد لئے جائیں اور دوسرے درمیانی نبی جو حضرت عیسےٰؑ کے بعد آئے۔ جن کا ذکر بعض شارحین حدیث نے کیا ہے۔ چھوڑ دئے جائیں۔ تو ایک لحاظ سے ہم اسے بعدیت متصلہ کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر اس سے مراد جیسا کہ ہم احمدی لوگ لیتے ہیں۔ کہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ہے۔ تو اس میں بعدیت منفصلہ مراد ہوگی

غیر احمدی حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ میں حضرت ہارون سے کیسی مماثلت ہے۔

شمس۔ یہاں وجہ شبہ صرف خلافت ہے

غیر احمدی۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں کیا من کل الوجوہ تشبیہ ضروری ہے۔

شمس۔ من کل الوجوہ تشبیہ کا پایا جانا ضروری نہیں

غیر احمدی انک لست نبیا اور لا نبی بعدی کیا ایک ہی مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں۔

شمس الا انہ لا نبی بعدی کا جو مفہوم میں نے بیان کیا ہے۔ اس خاص واقعہ میں اسکی تائید لست نبیا والی روایت سے ہوتی ہے

غیر احمدی آنحضرت صلعم اور حضرت عیسےٰ کے درمیان کیا کوئی اور نبی ہوا ہے۔

شمس۔ علامہ عینی نے لکھا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تین نبی ہوئے ہیں

غیر احمدی۔ کیا یہ ان کی تحقیق ہے۔ یا کسی اور کا قول نقل کیا ہے

شمس۔ علامہ عینی نے لکھا ہے۔ کہ اگر اس بات کو تسلیم کیا جائے۔ تو اس روایت کے یہ معنی درست ہوں گے۔ کہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ اور آنحضرت صلعم کے درمیان کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں ہوا

غیر احمدی۔ ظلی۔ بروزی کی اصطلاح مرزا صاحب کی ہے۔ یا کسی اور کی

شمس۔ یہ اصطلاحات مسیح موعود نے ان معنوں میں لی ہیں جو میں اپنے بیان میں ذکر چکا ہوں

غیر احمدی۔ کیا ظل عین شئ ہوتا ہے؟

شمس۔ اگر ذاتی طور پر ہیں۔ تو ظل اصل کا عین نہیں ہوگا

غیر احمدی۔ کیا فصوص الحکم میں ظل اور بروز کا ذکر ہے

شمس۔ جس ضمن میں۔ میں نے اس کے متعلق جو حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ ان میں ظل اور بروز کا ذکر ہے۔ وہاں نبوت کا نہیں۔ لیکن نبیوں کے لئے ظل اور بروز استعمال کیا گیا ہے۔

غیر احمدی لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کا حوالہ دیا ہے؟

شمس۔ ہاں۔ اس کے معنی میں نے یہ کئے ہیں۔ کہ عام مسلمانوں کے لئے رویا صالحہ اور خواص کے لئے کشف وغیرہ جاری ہیں۔

غیر احمدی۔ کیا مجدد الف ثانی۔ شیخ محی الدین ابن عربی اور امام شعرانی نے اس حدیث کے متعلق کچھ بیان کیا ہے

شمس۔ امام شعرانی اور علامہ سندھی کے حوالے میں نے اپنی تائید میں پیش کئے ہیں۔

غیر احمدی انا آخر الانبیاء میں آخر کے معنے صحیح ہیں۔ یا جاری ہیں

شمس۔ میں نے آخر اور کامل کے معنی لئے ہیں۔ اور یہ دونوں استعمال کے لحاظ سے حقیقی معنے ہوں گے۔ آخر اس لحاظ سے کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں ہے

غیر احمدی دونوں معنوں میں سے ایک معنے کس طرح بیک وقت لئے جائیں گے۔

شمس۔ حالات اور قرائن کے لحاظ سے معنی لئے جائینگے اور لغت جن معنوں کی تائید کریگی۔ وہ لئے جائیں گے۔ لیکن لغت سے مراد عربی زبان کے محاورات ہیں۔

غیر احمدی والیوم الآخر کے کیا معنی ہیں؟

شمس۔ پیچھے آنے والا دن یعنے جس سے ایک نیا دور شروع ہوگا)

غیر احمدی۔ مرزا صاحب نے آخری کتاب (قرآن مجید) کن معنوں میں کیا ہے

شمس۔ اس کے وہی معنے ہیں۔ جو میں خاتم الکتب کے تحت میں بیان کر چکا ہوں۔

غیر احمدی۔ کیا حدیث کا یہ فقرہ "انا آخر الانبیاء" دجال کے دعوے کی تردید میں کہا گیا ہے

شمس ہاں اس سے پہلے دجال کا ذکر ہے کہ وہ آنحضرت کا خلیفہ ہوگا)

(باقی)

خریداران بیرون ہند کو اطلاع

مفصلہ ذیل خریداران الفضل (جو بیرون ہند قیام پذیر ہیں اور جن کو وی پی نہیں کئے جا سکتے) کا چندہ سالانہ ختم ہے مہربانی فرما کر بقایا اور آئندہ کے لئے پیشگی بحساب ۱۳ روپے سالانہ بذریعہ منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر (بغیر مارک کے) بنام مینیجر الفضل بھجوا دیں - یہ آخری اطلاع ہے ورنہ یکم جولائی سے ان کے نام کا اخبار تا وصولی چندہ امانت میں رکھ لیا جائیگا۔ (مینیجر)

نام	مقام	تاریخ اختتام قیمت
شان یعقوب صاحب	نیروبی	۱۵ مئی ۱۹۳۳ء
مسٹر محمد جمیل صاحب	بٹورہ	۳۱ جنوری ۱۹۳۳ء
ڈاکٹر فضل الدین صاحب	کمپالا	۲۵ اکتوبر ۱۹۳۲ء
سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب	جدہ	۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء
پیر ولایت شاہ صاحب	نیری	۳۱ دسمبر ۱۹۳۲ء
مرزا یعقوب بیگ صاحب	ٹانگہ ناٹیگا	۱۵ اپریل ۱۹۳۳ء
نور محمد صاحب	میرٹھ	۲۵ فروری ۱۹۳۳ء
محمد عمر حیات صاحب	کلیرو	۳۱ جنوری ۱۹۳۳ء
مبارک علی صاحب	کھاچا	۲۵ نومبر ۱۹۳۲ء
ڈاکٹر شاہنواز صاحب	زنجبار	مارچ ۱۹۳۳ء
ڈاکٹر احمد الدین صاحب	ٹردرو	جنوری ۱۹۳۳ء
رحمت خان صاحب	ہانگ کانگ	فروری ۱۹۳۳ء
ایم والی خاں صاحب	امریکہ	مارچ ۱۹۳۳ء
فضل کریم صاحب	دار السلام	۳۱ مئی ۱۹۳۳ء
اے - ایس بھٹی	نیروبی	۲۵ جنوری ۱۹۳۳ء
ایم - ایچ جسوال	مہنگو	جنوری ۱۹۳۳ء
محمد رفیق صاحب	ابادان	۱۰ نومبر ۱۹۳۲ء
محمد عارف صاحب	نیروبی	۱۵ ستمبر ۱۹۳۲ء
ڈاکٹر ایس - ایچ حق صاحب	ڈوڈا	۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء
نذیر احمد صاحب	کوالالمپور	نومبر ۱۹۳۲ء
جوگی امانت اللہ صاحب	گیکنیا	نومبر ۱۹۳۲ء
ایچ یو حق صاحب	کیبن گوٹو	دسمبر ۱۹۳۲ء
دوست محمد صاحب	نیروبی	مارچ ۱۹۳۳ء
شیخ محمد حسن صاحب	انگلینڈ	فروری ۱۹۳۳ء
چوہدری عبد العزیز صاحب	نیروبی	۱۰ مئی ۱۹۳۳ء

بقایا داران بیرون ہند

مہربانی فرما کر یہ اصحاب اپنے اپنے ذمے کا بقایا ادا فرما کر الفضل فنڈ کو مشکور فرمائیں۔ بہت دیر ہو گئی ہے اور کئی بار یہ مطالبہ ہو چکا ہے (مینیجر الفضل)

نام	مقام	بقایا
سید عبد الرحمٰن صاحب	امریکہ	۱۳ - ۶ - ۹
قاسم سنگیا	میرٹھ	۸ - ۱۲ - ۰
ہوم سکرٹری	نیروبی	۶ - ۶ - ۰

وصیتیں

۲۷۷۹ :- منکہ مہر خان ولد مراد بخش راجپوت پیشہ زراعت عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۰۳ء ساکنہ کریام خاص تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر - آج مورخہ ۶ ۱/۳۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں - تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی - میری موجود جائداد حسب ذیل ہے - ۷۵ گھماؤں زمین کے نصف حصہ کا میں مالک ہوں - واقعہ رقبہ موضع کریام تحصیل نواں شہر بشراکت برادر خود قیمتاً تخمیناً - ۱۰۲۵۰/- روپیہ (ب) چک ۶/۹۶ ضلع منٹگمری میں ایک مربعہ بشراکت برادر خود کا نصف حصہ قیمتاً تخمیناً - ۴۰۰۰/- روپیہ (ج) میاں چنوں ضلع ملتان ۹ - ایکڑ اراضی بشراکت برادر خود و دیگر حصہ داران کا ۱/۴ حصہ قیمتی تخمیناً - ۲۰۰۰/- روپیہ (د) مکانات پختہ بشراکت برادر خود حدود اربعہ ذیل ہے مغرب کی طرف حاجی غلام احمد خان صاحب مشرق راستہ عام جنوب راستہ شمال فیض بخش ولد مولا بخش دوسرا مکان بیٹھک کا حصہ حدود اربعہ چوبارہ والی - جنوب میں حاجی غلام احمد خان صاحب شمال کریم بخش وغیرہ - مغرب رحمت خان صاحب ذیلدار مشرق راستہ ولی محمد صاحب حجام قیمت تخمیناً - ۱۰۰۰/- روپیہ بحصہ خود گویا اس وقت میری جائداد کی قیمت - ۱۷۲۵۰/- روپیہ ہے - علاوہ ازیں موضع کریام و کریہہ وراہوں میں مبلغ - ۵۰۰۰/- روپیہ میں اراضی زرعی میرے پاس رہن ہے - اس صورت میں میری کل جائداد ۲۲۲۵۰/- روپیہ مالیت کی ہے - میری ششماہی آمد بصورت زمینداری تخمیناً - ۲۵۰/- روپیہ ہے - میں اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ العبد :- مہر خان احمدی کریام ولد مراد بخش کاتب الحروف - گواہ شد :- عبد الغنی احمدی کریام ضلع جالندھر - گواہ شد :- حاجی غلام احمد امیر جماعت احمدیہ کریام بقلم خود

۲۷۸۳ :- منکہ شمس الدین ولد دین محمد صاحب قوم شیخ ساکنہ مولکہ ضلع فیروز پور - آج مورخہ ۲۹ ۱۲/۳۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے - اس وقت میری ماہوار آمد - ۳۷/۸/- روپیہ ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو - اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ فقط الرقوم ۲۹ ۱۲/۳۲ العبد :- لعل محمد بقلم خود حال قادیان - گواہ شد :- خاکسار مرزا احمد حسین کلرک راولپنڈی حال قادیان - گواہ شد :- نواب الدین ہیڈ سکرٹری جماعت احمدیہ علاقہ فیروز پور حال وارد قادیان۔

۳۸۷۸ :- منکہ سردار بیگم زوجہ چوہدری غلام رسول قوم راجپوت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن مانگا حال وارد لاہور - آج مورخہ ۹ ۳/۳۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں - تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے - زیور طلائی نقرئی قیمتی پانچصد روپیہ ہے - درحق مہر مبلغ تین صد روپیہ ہے - کل مبلغ آٹھ صد روپیہ ہے - العبد :- سردار بیگم اہلیہ چوہدری غلام رسول فیض باغ لاہور - گواہ شد :- بشیر احمد احمدی کلرک چیف اکونٹس آفس لاہور - گواہ شد :- غلام رسول خاوند موصیہ کلرک چیف اکونٹس آفس لاہور۔

۳۸۱۸ :- منکہ قاضی عبید الرحمٰن ولد قاضی چراغ الدین صاحب قوم قریشی ساکن قادیان عمر ۵۵ سال آج مورخہ ۱۵ ۱۲/۳۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت صرف ایک کنال زمین ہے جس کی قیمت ماشکے روپیہ ہے - میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں - میرا گذارہ ملازمت پر ہے - میں اپنی آمد کے دسویں حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں

حکیم شیر محمد صاحب سنگاپور ۰-۴-۴ - محمد یوسف صاحب ٹمبو ۰-۸-۴ - غلام محمد گوہر صاحب مسجد سلیمان ۰-۱۲-۳ - احمد سریڈو نجیپور (جاوہ) ۳-۵-۴ - تاج دین صاحب کجیڈو ۶-۱۴-۸

جو اس وقت لعـ للعـ ماہوار ہے۔ یکم دسمبر ۳۲ء سے ادا کرونگا۔ حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ میرے مرنیکے وقت جو متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- خاکسار- قاضی عبد الرحمٰن محرر نظارت اعلیٰ قادیان دار الامان مورخہ ۱۵ دسمبر ۳۲ء۔ گواہ شد:- علی محمد اجمیری مولوی فاضل قادیان۔ گواہ شد:- عطا محمد محرر دعوۃ و تبلیغ

۳۸۵۹:- منکہ محمد الدین ولد نور الدین قوم ککے زئی عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۴ء ساکن امین آباد ضلع گوجرانوالہ آج مورخہ ۱۲/۳۲ ۱۱ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ ایک مربعہ ۱/۲ ۲ کیلا یعنی ۱/۲ ۷ ۱۲ ایکڑ اراضی واقعہ چک ۲۳۶ گوگیرہ برانچ موضع خان پور تحصیل سمندری ضلع لائل پور ہے مکان سکونتی مالیتی تخمیناً ایک ہزار روپیہ میرا گذارہ نہ صرف اس جائداد پر ہے۔ بلکہ ماہوار آمد مبلغ ۲۵/- روپیہ تنخواہ پر بھی ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا زمین کی آمد اور ماہوار تنخواہ کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ضلع گورداسپور کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا فقط:- العبد:- محمد الدین بقلم خود موصی محرر پولیس تھانہ ٹبی لاہور حال وارد محلہ دار الفضل قادیان۔ گواہ شد:- اصغر علی گورنمنٹ پنشنر محلہ دار الفضل قادیان۔ گواہ شد:- حکیم عبد العزیز خان انچارج سیکرٹری ہائی سکول قادیان۔

۳۸۲۲:- منکہ عبد القادر ولد چوہدری قاسم خان قوم جٹ عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۶ سال ساکن فیروز والا ڈاکخانہ خاص تحصیل گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ۔ آج مورخہ ۱۲/۳۲ ۵ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد تخمیناً لعہ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میری وفات کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط۔ العبد:- عبد القادر بلیڈر گوجرانوالہ۔ گواہ شد:- حکیم فیروز الدین قریشی انسپکٹر بیت المال بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد شریف سیکرٹری انجمن احمدیہ فیروز والا ولد چوہدری فضل دار قوم جٹ ساکن فیروز والا بقلم خود۔

۳۸۵۱:- منکہ میراں بخش ولد میاں شرف الدین قوم درزی عمر تقریباً ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۵ء ساکن گوجرانوالہ۔ آج مورخہ ۱/۳۲ ۷ ۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرا ایک مکان مالیت ایک ہزار کا شہر گوجرانوالہ محلہ سینہ گگریاں میں ہے اسکی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ چونکہ میں اسوقت بسبب کمزوری کے کام نہیں کر سکتا۔ البتہ اقرار کرتا ہوں۔ کہ جو مزدوری تھوڑی بہت کرونگا۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ وصیت میں دیتا رہونگا۔ میری وفات کے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ فقط العبد:- میراں بخش درزی ولد محمد شرف الدین سکنہ گوجرانوالہ بقلم خود گواہ شد:- غلام حیدر پوسٹل پنشنر خاص گوجرانوالہ بقلم خود گواہ شد:- کریم بخش ولد میاں کرم الٰہی صاحب سکنہ گوجرانوالہ شہر بقلم خود ۱۲/۳۲ ۲۸

۳۸۲۷:- منکہ مرزا محمد اسمٰعیل بیگ ولد مرزا اللہ دتا بیگ قوم مغل پیشہ تجارت تاریخ بیعت ۱۸۸۹ء شروع بیعت سے ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ آج مورخہ ۹/۳۲ ۷ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان سکنی واقعہ قادیان جس کے چوتھے حصہ کا میں مالک ہوں۔ جس کی قیمت میرے حصہ کی یکصد روپیہ ہے۔ اور کل مکان کی قیمت اس وقت چار صد روپیہ ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس وقت اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت آٹھ روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا العبد:- مرزا محمد اسمٰعیل بیگ موصی مذکور۔ گواہ شد:- شیر محمد دکاندار قادیان گواہ شد:- مرزا مہتاب بیگ بقلم خود

۳۸۲۸:- میں مسماۃ ملک بی بی بنت حسین بیگ مرحوم زوجہ مرزا محمد اسمٰعیل قوم مغل پیشہ خانہ داری تاریخ بیعت ۱۸۹۶ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور آج مورخہ ۹/۳۲ ۷ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں یا میرے ورثا میری زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

ایک مکان سکنی واقعہ قادیان جس کی قیمت اس وقت چار صد روپیہ ہے۔ اس کے چوتھا حصہ کی میں مالک ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد منقولہ نہیں ہے۔ میری وفات کے بعد اگر کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اس کی بھی مندرجہ شرائط کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان اسی طرح مالک ہوگی۔ العبد:- ملک بی بی زوجہ مرزا محمد اسمٰعیل قادیان نشان انگوٹھہ گواہ شد:- مرزا محمد اسمٰعیل بیگ خاوند موصیہ۔ گواہ شد:- شیر محمد دوکاندار قادیان گواہ شد:- مرزا مہتاب بیگ بقلم خود قادیان

۳۸۲۳:- منکہ نوری بی بی زوجہ عاشق محمد راجپوت عمر ۲۲ سال بیعت دسمبر ۱۹۲۴ء ساکن باگڑ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان آج مورخہ ۱/۳۲ ۲۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں زیورات سنہری کٹالہ کنگن کانٹے انعام۔ زیور چاندی۔ توڑے جملہ قیمتی اندازاً ۳۰۰ روپیہ ہے ہیں۔ اور ایک اشتین سلائی قیمتی ۲۰۰ روپیہ کی ہے۔ یعنی سوائے ان کے اور کوئی جائداد نہیں ہے ان کی قیمت مبلغ پانسو روپیہ بنتی ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ رقم وصیت کردہ جلد تر داخل خزانہ کر دونگی۔ جو کہ پچاس روپیہ بنتی ہے۔ اگر میرے مرنے پر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد:- نوری بی بی موصیہ مذکور گواہ شد:- عاشق محمد ولد محمد اعظم قوم سیال کرداور آبادی حلقہ ٹبی ضلع ملتان خاوند موصیہ گواہ شد:- شیر محمد ولد صوبے خان جٹ سکنہ دڑگل تحصیل دسوہہ کرداور آبادی جبالپور پیر والہ ضلع ملتان

۳۷۳۵:- منکہ میاں عبد اللطیف ولد مولوی محمد علی صاحب قوم ارائیں پیشہ زراعت تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور آج مورخہ ۷/۳۲ ۸ ا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد ساڑھے چار روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۹ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط:- المرقوم:- عبد اللطیف بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد تقی بقلم خود گواہ شد:- نبی بخش احمدی ملازم ریلوے پرانا دفتر لاہور۔

۳۷۳۴:- منکہ عصمت بیگم زوجہ میاں عبد اللطیف قوم ارائیں پیشہ زراعت تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور آج مورخہ ۳/۳۲ ۸ ا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائداد رقم حق مہر ہے جو کہ مبلغ ۳۰۰/- روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۹ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت اگر کوئی اور میری جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم نشان انگوٹھا عصمت بیگم زوجہ میاں عبد اللطیف گواہ شد:- نبی بخش احمدی ملازم ریلوے لاہور گواہ شد:- عبد اللطیف احمدی خاوند موصیہ

۳۸۶۰:- منکہ فاطمہ زوجہ محمد رمضان قوم ترکھان عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۱ء ساکن گنج ڈاکخانہ باغبانپورہ ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری جائداد ایک کوٹھڑی رہائشی تخمیناً مالیت ایک سو روپیہ کی ہے اور دو سو روپیہ کا حق مہر جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے۔ ہر دو کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر مسٹر عبدالعزیز بیرسٹرایٹ لا نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ لیگ کا سالانہ اجلاس دسمبر ۱۹۳۳ء میں مسٹر جناح کی لائیک واپسی پر منعقد کیا جائے گا۔ لیکن اس اثنا میں اگر کوئی فوری ضرورت ملت پیدا ہو گئی جو اس بات کی متقضی ہوئی کہ مسلمان جمع ہو کر اپنی حکمت عملی وضع کریں تو اس ہنگامی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے لیگ کی کونسل کا خاص اجلاس منعقد کیا جا سکیگا۔

عدن کے آئندہ نظم ونسق کے سلسلہ میں شملہ سے ۱۲ مئی کی اطلاع ہے کہ حکومت ہند سے اختیارات برطانوی حکومت کی طرف منتقل کئے جانے کے متعلق عنقریب ایک اعلان ہونے والا ہے۔

قصر بکھنگم سے ۱۱ مئی کو اعلان کیا گیا ہے کہ ملک معظم کے بائیں شانے کے جوڑوں میں درد ہے جس کے باعث کپڑے پہننے میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ملک معظم اس ہفتہ درباروں میں تشریف نہیں لے جائیں گے۔

مردم شماری کے اخراجات کے متعلق شملہ کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری پر ۸ ۴ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ ۱۹۲۱ء میں ۴۰ لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔ کانگرس کی طرف سے مردم شماری کے بائیکاٹ کی تحریک جاری کی گئی لیکن اس تحریک کو صرف احمد آباد میں ہی قدرے کامیابی ہوئی اور بھی کئی سیاسی اور مذہبی روکاوٹیں ڈالی گئیں۔ مثلاً پنجاب میں کئی ذاتوں نے جنہیں ہندو اور سکھ اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اپنے آپ کو آد دھرمی لکھوا دیا اڑیسہ اور میسور کی حدود پر بھی کچھ روکاوٹیں ڈالی گئیں لیکن اس کے باوجود مردم شماری کامیاب ہوئی۔

چینی ترکستان سے جدید اطلاع موصول ہوئی ہے اس کے رو سے مسلمانوں نے اپنے میں سے ایک حکمران بحیثیت بادشاہ مقرر کر لیا ہے۔ یہ شخص مسلم تاجداران ترکستان کے اسی خاندان کا ایک فرد ہے۔ جو برسر اقتدار رہ چکا ہے۔ یارقند پر مسلمانوں کے قبضہ پا لینے کی تصدیق ہو چکی ہے۔ اب کاشغر کا مقام ان کے پیش نظر ہے۔ اگر مسلمان اس پر بھی قابض ہو گئے۔ تو ان کی گرفت محکم تر ہو جائے گی۔

ہز ایکسیلنسی نواب سر احمد سعید خان گورنر یو۔ پی نے ۱۲ مئی اناؤ میں ژالہ باری کے نقصان کی تلافی کے امدادی فنڈ میں پانچ سو روپیہ عطا فرمایا۔ اس رقم سے مصیبت زدگان کی امداد کی جائے گی۔

ڈائرکٹر انفارمیشن بیورو صوبہ سرحد کی اطلاع ہے کہ عملہ وزارت میں بعض اصحاب کے ریٹائر ہونے اور بعض کے رخصت پر جانے کی وجہ سے سول سکرٹریٹ میں ۴۰۔ ۴۰ ۹۰ کے گریڈ کی ۱۲ اسامیاں خالی ہیں۔ درخواستیں ۳۱ مئی تک یا اس سے پہلے اسسٹنٹ سکرٹری سول سکرٹریٹ پشاور کے پتہ پر پہنچ جانی چاہئیں۔

مسز کستورابائی گاندھی کو ۱۳ مئی جیل سے غیر مشروط طور پر رہا کر دیا گیا۔ گاندھی جی نے بذریعہ تار گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا ہے۔

گاندھی جی اور ایک اچھوت لڑکے کے مابین ایک گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے پونہ کے "ہریجن" اخبار نے لکھا ہے کہ گاندھی جی نے اسے کہا ۲۹ مئی کو تم میرے واسطے سنگترے لانا۔ میں اس کے رس سے برت کھولونگا۔

گورنر پنجاب نے ۱۱ مئی انبالہ میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سول نافرمانی کی تحریک قانون اور امن عامہ کے منافی ہے۔ جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں وہ مضبوط اور باقاعدہ گورنمنٹ کی بنیادوں کو قائم رکھنے میں امداد کر رہے ہیں اور اس طرح ملک کی بھاری خدمت سرانجام دے رہے ہیں

حلف وفاداری کی تنسیخ کے سلسلہ میں آئرش فری سٹیٹ کے باشندوں کی پوزیشن کے متعلق ۱۱ مئی ہوس آف لارڈز میں بہت سے سوالات دریافت کئے گئے۔ لارڈ ہیلشم نے محتاط جواب دیتے ہوئے کہا کہ اینگلو آئرش معاہدہ کے تمام پہلوؤں کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ فری سٹیٹ کا ہر ایک شہری پیدائش سے ملک معظم کا وفادار ہے۔ اور بادشاہ کی اجازت کے بغیر وہ وفاداری کے دائرہ سے باہر نہیں نکل سکتا۔ حلف وفاداری کی تنسیخ سے برطانیہ میں رہنے والے آئرش باشندوں کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ آئرلینڈ برطانوی سلطنت کا حصہ نہ رہے۔ تو برطانیہ میں آباد آئرش لوگوں کے متعلق نہایت نازک سوالات پیدا ہو جائیں گے مگر موجودہ حالات میں ایسی پوزیشن پر غور کرنا بالکل غیر معقول ہے

مسٹر راجگوپال اچاریہ سے گاندھی جی نے اپنے اس قول کی کہ "میں برت شروع کرنے سے پیشتر ڈاکٹروں کے طبی معائنہ پر متفق نہیں ہو سکتا" معافی مانگتے ہوئے لکھا تھا کہ "میں اب وہی کام کرونگا جس کی میں نے گدھے کی طرح کل مزاحمت کی تھی۔ آپ جس وقت چاہیں میں طبی معائنہ کرا لونگا" لیکن انہوں

لندن میں مختلف پارٹیوں کے ہندوستانیوں کا ۱۲ مئی کو ایک جلسہ ہوا۔ جس میں مسٹر سبھاش چندر بوس اور مسٹر پٹیل کی پالیسی کی حمایت اور گاندھی جی کی لیڈری کی مذمت کی گئی

ڈاکٹر انصاری ۱۳ مئی کو گاندھی جی کے معائنہ کے لئے پونہ پہنچ گئے۔ معائنہ کے بعد آپ نے کہا کہ گاندھی جی کی حالت سے میں مطمئن ہوں۔ البتہ برت کے آخری دس روز ضرور تشویش انگیز ہونگے۔

برلن سے ۱۲ مئی کی اطلاع ہے کہ جن بیکاروں کے نام مارچ کے آخر تک درج رجسٹر ہوئے ان کی تعداد ۵۰ لاکھ ۳۵ ہزار ہے۔

گورنر صوبہ سرحد کو انڈیپنڈنٹ پارٹی کے رہنما ملک خدا بخش صاحب نے سیاسی قیدیوں کی رہائی کے متعلق ایک درخواست لکھی تھی۔ جس کے جواب میں حکومت نے برقی پیغام کے ذریعہ انہیں اطلاع دی ہے کہ بحالات موجودہ ہز ایکسیلنسی صوبہ سرحد میں اسیران سیاسی کی رہائی کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں۔

مسٹر سٹینلے بالڈون نے ۱۲ مئی کو البرٹ ہال لنڈن میں قدامت پسندوں کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وائٹ پیپر کی تجاویز بحیثیت مجموعی دانشمندانہ ہیں اور سائمن رپورٹ پر واپس جانا غیر ممکن ہے اگرچہ اس بات کا یقین دلانا مشکل ہے کہ حکومت کی تجاویز پر عمدگی کے ساتھ عمل کیا جائے گا۔ اور ہندوستان میں امن قائم ہو جائیگا لیکن وہ خطرہ جو کچھ بھی نہ دینے کی صورت میں در پیش آئیگا۔ اس سے کہیں زیادہ ہے جو اب ہمارے سامنے ہے۔ خاتمہ پر آپ نے کہا کہ اگر حکومت کی تجاویز منظور نہ کی گئیں تو ہندوستان مملکت سے نکل جائیگا۔

تخفیف اسلحہ کی کانفرنس سے جرمنی کے واک آؤٹ کر جانے کے امکان اور اپنے آپ کو دوبارہ مسلح کرنے کے ارادہ کے پیش نظر ۱۲ مئی کو دارالامراء میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی۔ وزیر جنگ نے کہا۔ کہ جرمنی نے اگر دوبارہ مسلح ہونے کے عزم کا اظہار کیا۔ تو یہ معاہدہ ورسیلز کی خلاف ورزی ہوگی اور اس صورت میں ضروری کارروائی کرنی ناگزیر ہو جائے گی۔

جاپانی عورتوں کی ایک انجمن نے حال میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ کسی ایسے مرد سے شادی نہیں کریں گی۔ جو خالص طور پر پانی نہ پیتا ہو۔ یعنی شراب سوڈا واٹر اور چائے وغیرہ پینے والوں سے وہ شادی نہیں کریں گی۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی